211

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور پاکستان

یوم چہار شنبہ

جلد ۲ | ۶ ر اخاء ۱۳۲۷ ھش | ۲ ر ذوالحجہ ۱۳۶۷ ھ | ۶ ر اکتوبر ۱۹۴۸ء | نمبر ۲۲۷

شرح چندہ

سالانہ چندہ ۲۱ روپے
ششماہی ″ ۱۱ روپے
سہ ماہی ″ ۶ روپے
ماہوار ۲½ روپے

قیمت فی پرچہ
ڈیڑھ آنہ

اخبار احمدیہ

لاہور ۵ ر اخاء سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ جسم میں درد کی وجہ سے حضور کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت کمر اور سر میں درد کی وجہ سے تاحال ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر دین محمد کو سندھ کا نیا گورنر نامزد کر دیا گیا

کراچی ۵ ر اکتوبر حکومت پاکستان کی کابینہ کے سیکریٹریٹ کی طرف سے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے قائمقام گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین نے وزیر اعظم خان لیاقت علی خاں کے مشورہ سے لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر دین محمد کو صوبہ سندھ کا نیا گورنر نامزد کیا ہے۔ آپ کا تقرر اس جگہ کو پُر کرنے کے لئے عمل میں لایا گیا ہے جو سندھ کے سابق گورنر شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کی وفات کی وجہ سے خالی ہوئی تھی۔ مسٹر دین محمد آج صبح راولپنڈی سے کراچی روانہ ہو گئے ہیں۔ خیال ہے جمعرات کے روز آپ اپنے نئے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔ قانون کے میدان میں آپ بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ کئی سال تک آپ لاہور ہائی کورٹ کے جج رہے۔ تقسیم سے قبل ہندوستان کی حکومت کے ماتحت آپ ایئر ٹرانسپورٹ لائسنسنگ بورڈ کے صدر مقرر کئے گئے نیز تقسیم پنجاب کے سلسلہ میں باؤنڈری کمیشن میں مسلمانوں کی طرف سے آپ کو نامزد کیا گیا۔ آپ بہاولپور ہائی کورٹ کے جج بھی رہ چکے ہیں۔

شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کی نعش سپرد خاک کر دی گئی

کراچی ۵ ر اکتوبر سندھ کے گورنر شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کو جو کل سہ پہر حرکت قلب کے بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے تھے۔ آج صبح ساڑھے دس بجے عیدگاہ کے میدان میں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازہ اٹھنے سے پہلے ہزاروں آدمی آخری اخراج عقیدت پیش کرنے کے لئے گورنر کی کوٹھی پر حاضر ہوئے۔ آنے والوں میں پاکستان کے قائمقام گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم لیاقت علیخاں مرکزی اور صوبائی کابینہ کے ارکان اور مشرقی بنگال اور مغربی پنجاب کے وزراء اعظم بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں تمام غیر ملکی سفیروں کے نمائندوں نے بھی جنازہ میں شرکت کی۔

حکومت مغربی پنجاب کا اظہار تعزیت

لاہور ۵ ر اکتوبر اگرچہ آج حکومت مغربی پنجاب کے دفاتر کھلے لیکن شیخ غلام حسین ہدایت اللہ گورنر سندھ کی وفات پر اظہار تعزیت کے بعد فوراً بند کر دئے گئے۔ صوبہ کی حکومت کی طرف سے ایک سرکاری اعلان جاری کیا گیا جس میں آپکی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ حکومت مغربی پنجاب کی طرف بیگم ہدایت اللہ کو ۲۳ کو بھی ایک تعزیتی پیغام بذریعہ تار ارسال کیا گیا ہے جس میں اس حادثہ عظیم پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ہے۔

اوڑی کے محاذ پر آزاد فوجوں نے ایک اور طیارہ مار گرایا

تراڑکھل ۵ ر اکتوبر حکومت آزاد کشمیر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ اوڑی کے محاذ پر پانڈو کے علاقہ میں آزاد فوجوں نے ایک اور ہندوستانی ہوائی جہاز گرا دیا۔ یہ جہاز ان چھ ہوائی جہازوں میں سے ایک تھا جو اس علاقے میں آزاد مورچوں پر حملہ کرنے آئے تھے۔ آزاد سپاہیوں نے ان جہازوں پر رائفلوں وغیرہ سے گولیاں چلائیں اور اس طرح ایک ہوائی جہاز گر گیا۔ پونچھ کے علاقے میں ایک ہندوستانی قافلے کو جو دو کمپنیوں اور پچاس خچروں پر مشتمل تھا سخت جانی نقصان پہنچایا گیا۔ ۲۵ ہندوستانی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ پچھلے دنوں ہندوستانی فوجوں کو جو بدترین شکستیں اٹھانی پڑی ہیں ان کی وجہ سے اب وہ [illegible] اور نوشہرہ کے محاذوں پر

* مزید کمک پہنچا رہے ہیں۔ نیز راجوری کے علاقے میں آزاد گشتی دستوں اور ہندوستانی فوجوں کے درمیان معمولی جھڑپیں ہوئی ہیں نوشہرہ کے علاقے میں آزاد فوجوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی جسے ناکام بنا دیا گیا۔

شہنشاہ جاپان کی پہلی پریس کانفرنس کا حشر

ٹوکیو ۵ ر اکتوبر جاپان کے شہنشاہ نے اتحادی اخبار نویسوں سے ملاقات کرنے کیلئے آج پہلی کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کی۔ کانفرنس کیوقت ملاقات کے کمرے میں دوسو کے قریب اخبار نویس گھس گئے اور ان میں سے ہر ایک نے شہنشاہ کے قریب بیٹھنے کی کوشش میں کچھ ایسی جلد بازی کی کہ ایک افراتفری پھیل گئی اور سرکاری رجحان دیکھے بغیر ہی بالآخر پریس کانفرنس کو ملتوی کرنا پڑا۔

امین احسن اصلاحی کی گرفتاری

لاہور ۵ ر اکتوبر معلوم ہوا ہے کہ آج صبح ساڑھے چار بجے راولپنڈی پولیس نے جماعت اسلامی کے مشہور لیڈر امین احسن اصلاحی کو گرفتار کر لیا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے قیم محمد طفیل کی طرح ان کی گرفتاری بھی پبلک سیفٹی ایکٹ کے ماتحت ہی عمل میں لائی گئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گرفتاری سے چند دن پیشتر ہی مودودی صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ امین احسن اصلاحی صاحب ان کے بعد جماعت کے امیر ہوں گے اور ان کے بعد میاں محمد طفیل سیکرٹری جنرل (قیم)۔ تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے بعد امارت کی عنان کس کو سونپی گئی ہے۔

پولیس نے کل شام مودودی صاحب کو گرفتار کرنے کے علاوہ ”کوثر“ اور ”تسنیم“ کے دفاتر کی تلاشی بھی لی اور ”اسلام کا مطالبہ حق“ نامی پمفلٹ کی دس کاپیاں قبضہ میں کر لیں

(نامہ نگار خصوصی)

عوام اور پولیس میں اتحاد کی اہمیت انسپکٹر جنرل پولیس کی پریس کانفرنس

لاہور ۵ ر اکتوبر۔ آج مقامی اخبار نویسوں کی کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے مغربی پنجاب کے انسپکٹر جنرل پولیس خان قربان علیخاں نے فرمایا۔ حالات بدل چکے ہیں۔ اب حکومت اور عوام اور ان کی پولیس ایک سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ نہ اب افرنگی راج ہے وہ دقیانوسی طریق چل سکتے ہیں اور نہ ان کا یہی تصور کہ عوام کو خائف ہونا چاہیئے۔ پولیس کبھی کسی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہو سکتی اگر عوام صحیح رہنمائی کرنا شروع کردیں اور واقعات کو رنگ دینے کی بجائے صاف حالات منظر عام پر لانے کی کوشش کریں اور دوسری طرف پولیس یہ سوچنا شروع کردے کہ اب اجنبی حکومت نہیں اور اسے اپنی لغزشوں کے لئے اپنے ہی عوام کی نمائندہ حکومت کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ تو یہ مشکل حل ہو سکتی ہے۔ اور پولیس اور عوام ایک دوسرے کے قریب آ سکتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے بتایا کہ مرزئی تھانیداروں کا تجربہ بہت حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ آخر میں آپ نے پریس سے اپیل کی کہ وہ بھی عوام اور پولیس میں اس رشتہ اتحاد و محبت کو استوار کرنے میں ہر ممکن امداد کرے

(نامہ نگار خصوصی)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی۔ پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی اے ایل ایل بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ
الفضل
۶ر اکتوبر ۱۹۴۸ء

یو۔ این۔ او

مجلس اقوام متحدہ اس لئے بنائی گئی ہے کہ دو قوموں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرے اور اقوام کو باہم الجھنے نہ دے۔ اور متنازعہ فیہ مسائل کا بجائے جنگ کے بحث و مباحثہ سے تصفیہ کر لیا جائے۔ یہ تو ہے مجلس اقوام کی قانونی حیثیت۔ مگر ہم عملاً کیا دیکھتے ہیں۔ کہ دراصل یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں بڑی بڑی اقوام بحث و مباحثہ میں وقت گزار رہی ہیں اور وہ دن جو آئندہ جنگ کی تیاری کے لئے ان کو درکار ہیں۔ اسکو پورا کر رہی ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس مجلس کا رکن ہوتے ہوئے بھی جس قوم کا جی چاہتا ہے وہ دھمکی دے دیتی ہے۔ کہ اگر فلاں مسئلہ کو یو۔ این او میں چھیڑا گیا۔ تو وہ واک آوٹ کر جائیگی۔ یا یو۔ این او سے علیحدہ ہو جائے گی چنانچہ ہندوستانیوں کے مسئلہ کے متعلق جنوبی افریقہ نے یہی دھمکی دی۔ اور صاف کہدیا۔ کہ اگر ہندوستانیوں کا مسئلہ یو۔ این او میں زیر بحث آیا۔ تو جنوبی افریقہ کی یونین یو این او کو خیرباد کہہ دے گی۔ پھر برلین کے متعلق امریکہ برطانیہ اور فرانس کی شکایت پر روس بھی یہی زور لگا رہا ہے۔ کہ کسی طرح یہ مسئلہ مجلس میں پیش نہ ہو سکے۔ اور کئی بار دھمکی دے چکا ہے۔ کہ اگر ایسا ہوا۔ تو یو۔ این او کی خیر نہیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ان دھمکیوں کی موجودگی میں یو۔ این او کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ اور اس کے فیصلوں کی کیا قدر ہے۔ جب بڑی بڑی اقوام اپنے زعم طاقت میں اس کے فیصلوں کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ تو سوا اسکے جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا ہے۔ کہ بڑی بڑی اقوام تیاری جنگ کے لئے وقت چاہتی ہیں۔ اس مجلس کے قیام کا اور کیا فائدہ ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ایسی مجلس جو دنیا کی اقوام کے درمیان فیصلے کرے۔ اور ان کو منوا سکے۔ محض ایک کھیل ہے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ گو قانوناً تو اس مجلس کو ہر طرح کے اختیار تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس کی یہ بڑی بڑی اقوام دل سے حامی ہیں۔ لیکن چونکہ دراصل ان بڑی بڑی اقوام کے دل ایک دوسرے سے صاف نہیں۔ اور نہ وہ دل سے عدل و انصاف کی حامی ہیں۔ بلکہ ہر ایک قوم یہی چاہتی ہے۔ کہ خواہ وہ صداقت پر ہو یا سراسر جھوٹی فیصلہ اسی کے حق میں ہو۔ اور چونکہ یہ بڑی بڑی اقوام دوسری چھوٹی اقوام پر اثر ڈال سکتی ہیں۔ اور ان کو حق و انصاف سے رائے دینے سے باز رکھ سکتی ہیں۔ اس لئے کوئی فیصلہ اول تو ہوتا ہی نہیں۔ اور اگر ہو بھی جائے۔ تو اسکی تعمیل میں ایسی الجھنیں پیدا کر دی جاتی ہیں۔ کہ یو۔ این او منہ دیکھتی رہ جاتی ہے۔ اور کچھ نہیں کر سکتی۔

جب سے دوسری عالمگیر جنگ بند ہوئی ہے اسی وقت سے یہ مجلس قائم ہے۔ اس کا پنڈال اسی وقت سے برطانوی امریکن بلاک اور روس کے جھگڑوں کا میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ اس میں اب تک جتنے مسائل زیر غور آئے ہیں۔ ان کا کسی نہ کسی ان دو بلاکوں سے تعلق رہا ہے خواہ یہ تعلق اعلانیہ ہو یا مخفی۔ لیکن چونکہ ان دونوں بلاکوں کے مسائل لامتناہی ہیں۔ اس لئے کسی امر کا بھی خاطر خواہ فیصلہ نہیں ہو سکا۔ چھوٹی چھوٹی اقوام جو اس مجلس کی ممبر بنائی گئی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے ان کی اپنی کوئی آواز نہیں۔ ان کی رائے پہلے ہی خریدی ہوئی ہے۔ اور وہ ہمیشہ ان دونوں بلاکوں میں سے کسی نہ کسی سے وابستہ ہوتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی اقوام کے جو اپنے مسائل ہیں۔ وہ بھی ان بڑی اقوام ہی سے دراصل تعلق رکھتے ہیں۔

اگرچہ یو۔ این۔ او میں برطانوی امریکن بلاک کے حامیوں کی اکثریت ہے۔ مگر روس کے ہاتھ میں ویٹو کا ایسا ہتھیار ہے۔ جس سے وہ کسی کی پیش نہیں جانے دیتا۔ اور اکثر اوقات برطانوی امریکن بلاک کی تجاویز مسترد ہوتی رہتی ہیں یہ حالات ہیں اس عدالت عالیہ کے جو خود غرض اقوام نے دنیا میں قیام امن کی غرض سے بنائی ہے۔ کیا ایسی عدالت سے جس کے ارکان اتنے مجبور ہوں دنیا کو کوئی واقعی نفع پہونچ سکتا ہے؟ جہاں تک ہم اس پر غور کرتے ہیں جواب نفی میں ملتا ہے۔

ایسی عدالت کی کامیابی کی صرف ایک ہی راہ ضمانت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان بڑی بڑی اقوام کے ارادوں اور نیتوں میں تبدیلی پیدا ہو اور یہ بڑی بڑی اقوام اپنی شان میں کچھ کمی منظور کر لیں۔ اور دنیا کے امن و امان کا جذبہ صحیح معنوں میں ان کے دل میں پیدا ہو۔ لیکن یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک محض قانون سے جس کے پیچھے کوئی اخلاقی قوت نہ ہو۔ اس عدالت عالیہ کے فیصلے کئے جائیں۔ جب تک بڑی بڑی اقوام کی خود غرضیاں درمیان میں ہیں۔ جب تک یہ اقوام دنیا کے مسائل کو صرف اپنے مفاد کے نقطۂ نظر سے حل کرنا چاہتی ہیں۔ اس وقت تک مجلس اقوام محض ایک بچوں کا کھیل ہے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ اور اس سے کسی صحیح کام کی امید نہیں کی جا سکتی۔

کمیونزم

روم کے پوپ اعظم نے رومن کیتھولک عیسائیوں کو حکم جاری کیا ہے۔ کہ وہ کمیونزم پر کوئی کتاب نہ پڑھیں۔ آپ نے مشہور کمیونسٹ کتابوں کی ایک فہرست ممنوع کتابوں کے ساتھ لگا دی ہے۔ اب کوئی رومن کیتھولک عیسائی ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمیونزم کے خلاف جو مہم جاری ہے۔ اس میں عیسائیوں کا یہ سب سے قدیم فرقہ بھی حصہ لے رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کمیونزم بنیادی طور پر ایک الحادی تحریک ہے۔ اور کوئی مذہبی جماعت دنیا میں اس کا پھیل جانا پسند نہیں کرتی۔ لیکن حیرانی ہے کہ اس کے باوجود یہ تحریک دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اور آج مشرق و مغرب کا کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں کسی نہ کسی صورت میں اس تحریک کی تاریں نہ پہونچ چکی ہوں۔ اس تحریک کے فوری پھیلنے کا اثر دنیا کی سب سے طاقت ور اور جمہوری ممالک پر اتنا گہرا ہے۔ کہ ان ممالک نے اپنی تمام تر توجہ اسکے استیصال کی طرف لگا دی ہے۔

یہ اقوام طاقت سے اس تحریک کو دبانا چاہتی ہیں۔ لیکن جہاں تک ہم غور کرتے ہیں۔ یہ تحریک طاقت سے نہیں رک سکتی۔ کیونکہ اس کے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے۔ جس کو ایٹم کی طاقت بھی نہیں دبا سکتی۔ اور وہ ہتھیار ہے۔ بھوکوں کے پیٹ کا ہتھیار اس لئے جب تک اس تحریک کے مخالفین اس ہتھیار کے مقابلہ کا ہتھیار ایجاد نہیں کریں گے۔ وہ اس کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ان اقوام کو چاہیئے کہ اپنے ملک میں دولت کی تقسیم کا توازن پیدا کریں۔ امرا کو ترغیب دلائیں۔ کہ وہ اپنی فالتو دولت کو عیاشیوں میں خرچ کرنے کی بجائے اپنے ملک کے بھوکوں کی امانت تصور کریں۔ جب تک آقا اور مزدور کے معیار زندگی میں کوسوں کا فرق رہے گا اشتراکیت کے لئے پھیلنے کا ہر ایک موقعہ ہے۔

الغرض ان ممالک میں ایک عظیم الشان ذہنی انقلاب کی ضرورت ہے۔ اور یہ انقلاب کیا ہے۔ صرف یہ کہ آقا اور مزدور دونوں ایک دوسرے کو انسان سمجھنے لگیں۔ لیکن یہ انقلاب اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک دنیا اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع نہیں کرتی۔

آمد و رفت پر پابندی

ہندوستان کی طرح اب پاکستان نے بھی پاکستان میں داخل ہونے والوں کے لئے پرمٹ حاصل کرنا ضروری قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ اکتوبر کی پندرہ تاریخ سے ہندوستان سے مغربی پاکستان میں آنے والوں کے لئے پہلے پرمٹ حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

ہندوستان نے پہلے یہ پابندی مغربی پاکستان سے ہندوستان میں جانے والوں کے لئے لگائی تھی۔ پاکستان حکومت نے اس کے خلاف ہندوستان سے بات چیت بھی کی۔ لیکن وہ ناکام ثابت ہوئی۔ اب پاکستان حکومت نے بھی وہی پابندی مغربی پاکستان میں ہند سے آنے والوں کے لئے لگا دی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی پابندیاں دونوں ملکوں کے تعلقات پر برا اثر ڈالنے والی ثابت ہونگی۔ اور ان پابندیوں سے جس قدر دونوں ملکوں کو نقصان ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں فائدہ بہت کم ہوگا۔ ہم دونوں ملکوں کے مقتدر ارباب کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پھر غور کریں۔ اور کوئی ایسی راہ نکالیں۔ جس سے دونوں ملکوں کے تعلقات پر اچھا اثر پڑے۔ ورنہ وہی ہوگا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

کچھ وہ کھنچے کھنچے رہے کچھ ہم کھنچے کھنچے
اس کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

فاش غلطی

مسٹر علی محمد صاحب فضیل ڈان مورخہ ۴ر اکتوبر میں ایک مضمون میں جو چین اور پاکستان کے تعلقات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اور جس میں چینیوں کو بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے ساتھ ان کے کیا کیا تعلقات ہیں۔ ایک فاش غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں جو قابل توجہ ہے۔ آپکو یہ بھی معلوم نہیں کہ اطلب العلم ولو کان فی الصین قرآن کریم کی آیت نہیں لیکن آپ نے اسکو قرآن کریم کی آیت بتا کر چینیوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ قرآن کریم میں چین سے علم حاصل کرنے کی ہدایت دیکر گویا کلام اللہ نے چین کے علم و فضل کو خراج تحسین ادا کیا ہے۔

ہمارے مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلامیات کی تعلیم کی کتنی ضرورت ہے؟ اس مثال سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اگر مسٹر علی احمد صاحب فضیل نے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو وہ اتنی فاش غلطی نہ کرتے۔ چین میں بھی مسلمان ہیں اور یقیناً ان میں علم دین سے واقفیت رکھنے والے

خطبہ جمعہ خطبہ نمبر ۴۵

یہ زمانہ ایسا ہے جس میں مالی قربانیاں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

ہمارے نوجوانوں کو ہم سے زیادہ ایثار کا نمونہ دکھانا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۴۸ء بمقام رتن باغ لاہور
مرتبہ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چند ماہ ہوئے میں نے جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ یہ ایسا زمانہ نہیں جس میں مالی قربانی کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ میں نے پچھلے دنوں جماعت میں تحریک کی تھی۔ اور اس امر پر زور دیا تھا کہ جماعت جانی قربانی میں زیادہ سے زیادہ اور نمایاں حصہ لے۔ جانی قربانی ہی ہے۔ جس سے گزشتہ خدائی سلسلے مضبوط ہوتے آئے ہیں۔ اور جانی قربانی ہی ہے جس کی وجہ سے ان کی جڑیں پاتال تک پہنچ گئی تھیں۔ مگر ساتھ ہی میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ یہ ایسا زمانہ ہے۔ جس میں دشمن کا مقابلہ صرف جانی قربانی سے ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک ہمارے پاس مال نہ ہو۔ اور جب تک ہم انہی ہتھیاروں سے کام نہ لیں۔ جن سے دشمن کام لے رہا ہے۔ اس وقت تک ہم اس کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تبلیغ کو ہی لے لو۔ فرض کرو ایک جگہ پر کوئی فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہاں کی جماعت کو مرکز سے امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے وہاں

ایک مبلغ

بھجوانا ہے۔ یا دو چار مبلغ بھجوانے ہیں۔ ہم ان مبلغوں سے یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ وہ سلسلہ پر بار نہ بنیں۔ بلکہ فتنہ کی جگہ پر مفت پہنچیں لیکن مبلغ کا ایمان اور اخلاص روپیہ پیدا نہیں کر سکتا۔ ایک مبلغ یہی کر سکتا ہے۔ کہ وہ کہے بہت اچھا میں ہوائی جہاز میں نہیں جاتا۔ ریل میں چلا جاتا ہوں۔ یا کہے میں سیکنڈ کلاس میں نہیں جاتا۔ انٹر میں چلا جاتا ہوں۔ یا تھرڈ میں چلا جاتا ہوں۔ یا کہے میں ریل میں نہیں جاتا۔ لاری میں چلا جاتا ہوں۔ یا کہے میں لاری میں نہیں جاتا۔ تانگے میں چلا جاتا ہوں۔ یا کہے میں تانگے میں نہیں جاتا۔ گھوڑے یا گدھے پر چلا جاتا ہوں۔ یا کہے میں گھوڑے یا گدھے پر نہیں جاتا پیدل ہی چلا جاتا ہوں۔ مبلغ تو صرف یہی قربانی کر سکتا ہے۔ مگر وہ روپیہ پیدا نہیں کر سکتا۔

فرض کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں اور بمبئی میں کوئی فتنہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہاں کی جماعت ہمیں ایک تار بھیجتی ہے۔ کہ یہاں دشمن علماء کی یلغار ہو گئی ہے۔ آپ ہماری امداد کریں۔ اور مرکز سے

مبلغ روانہ کریں

ہمارے پاس وہاں بھیجنے کے لئے مبلغ موجود ہیں۔ ہمارے پاس ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں پیش کر دیں۔ لیکن بمبئی یہاں سے ہزاروں میل دور ہے۔ اور راستہ کے لئے کرایہ اور دیگر اخراجات کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے مبلغوں کے لئے کسی سواری کا بندوبست نہ کر سکیں اور وہ وہاں پیدل جائیں۔ تو لازماً وہ وہاں پانچ چھ مہینے میں پہنچیں گے۔ وہ لوگ قربانی تو کریں گے۔ اپنی جانیں پیش تو کر دیں گے مگر کیا وہ مقصد جو ان کے سامنے ہو گا پورا ہو جائے گا۔ کیا وہ بمبئی کے احمدیوں کی امداد کے قابل ہو سکیں گے۔ یہ تو

یقینی بات

ہے۔ کہ اگر وہ پیدل جائیں۔ تو وہ بمبئی میں اتنے عرصہ کے بعد پہنچیں گے۔ کہ وہاں کے لوگوں کو اس فتنہ کی یاد بھی بھول چکی ہو گی۔ وہ یہ جانتے بھی نہیں ہوں گے۔ کہ یہ احمق یہاں کیوں آئے ہیں۔ یہاں ان کا کیا کام ہے۔ مولوی وہاں آئے اور چلے گئے۔ اگر جماعت کو خدا تعالیٰ نے فتح دی ہو گی۔ تو کچھ نئے لوگ جماعت میں شامل ہو چکے ہوں گے۔ اور اگر فتح نہیں دی۔ تو کچھ لوگ مرتد ہو چکے ہوں گے۔ اس وقت ہمارے مبلغ وہاں پہنچیں گے۔ اور کہیں گے۔ ہم غیر احمدی علماء سے بحث کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ کیا ان کا وہاں ایسے وقت میں جانا جبکہ فتنہ کی یاد بھی بھول چکی ہو گی۔ جماعت کے لئے کسی فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کے لئے صرف جانی قربانی ہی کافی نہیں۔ بلکہ ہمارے لئے

روپیہ کی بھی ضرورت ہے

کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ پہلے زمانے میں ایسا کیوں نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں دشمن بھی کسی جگہ اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جتنی دیر ہمیں کسی جگہ پر پہنچنے میں لگ جاتی تھی۔ اتنی دیر دشمن کو بھی لگ جاتی تھی۔ اس زمانہ میں تو دشمن ہوائی جہاز۔ ریل۔ یا لاری وغیرہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کی مدد سے جس جگہ چاہے جلد پہنچ سکتا ہے۔ اگر ہمارا مبلغ پیدل جائے۔ تو دشمن وہاں بہت عرصہ پہلے پہنچ چکا ہو گا پچھلے زمانہ میں اگر دشمن گھوڑے یا گدھے پر سوار ہو کر کسی جگہ پر پہنچتا تھا۔ تو اس کے مقابلہ کے لئے دوسرے لوگ بھی گھوڑے یا گدھے پر سوار ہو کر اس جگہ پہنچ جاتے تھے پس پہلا زمانہ ایسا تھا۔ کہ اس میں تبلیغ کرنے کے لئے زیادہ روپیہ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ اس زمانہ کے حالات ایسے تھے۔ کہ سفر بغیر روپیہ کے ہو سکتا تھا۔ مگر اس زمانہ میں سفر بغیر روپیہ کے نہیں ہو سکتا۔ فرض کرو۔ ہمارے کسی مبلغ نے افریقہ یا امریکہ جانا ہے تو اس کے لئے جہاز کے کرایہ اور دوسرے اخراجات کی ضرورت ہو گی۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ کیا

پہلے زمانہ میں

ایسا نہیں ہوتا تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ پہلے تو امریکہ معلوم بھی نہیں تھا۔ جتنی دنیا اس وقت معلوم تھی وہ بغیر سمندر کے تھی۔ اور سفر کے لئے جہاز یا کشتی کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ خشکی کا سفر پیدل یا گھوڑوں اور گدھوں وغیرہ پر ہوتا تھا۔ لیکن اس زمانہ میں سفر کرنے والا بعض اوقات سمندری سفر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جس کے لئے اسے کرایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں آبادی اور دنیا کا تمدن ایسا تھا۔ کہ معمورہ دنیا کے ہر گوشہ میں بغیر جہاز یا کشتی پہنچا جا سکتا تھا۔ اور اس کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی مگر اب پہلے زمانہ کے تمدن اور اس زمانہ کے تمدن میں بہت فرق پیدا ہو چکا ہے۔ پھر اس زمانہ میں مہمان نوازی انسانیت اور شرافت کا جزو سمجھی جاتی تھی۔ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص کسی گاؤں میں چلا جاتا تھا۔ تو خواہ وہ کسی کا واقف ہو یا نہ ہو۔ سارے گاؤں کے لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے تھے۔ اور اسے کہتے تھے۔ کہ تم ہمارے ہاں مہمان ٹھہرو۔ جگہ جگہ سرائیں بنی ہوئی تھیں۔ جن میں مسافروں کی رہائش کا مفت انتظام ہوتا تھا۔ کسی قسم کا خرچ نہیں آتا تھا۔ اگر کوئی ایسا قصبہ ہوتا۔ جس کے رہنے والوں میں مہمان نوازی کا جذبہ نسبتاً کم ہوتا۔ تو پھر بھی مسافر کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ قصبہ میں ایسی سرائیں بنی ہوئی ہوتی تھیں۔ جہاں چند آدمی بٹھلائے ہوئے ہوتے تھے۔ جو مسافر کی خدمت دو چار آنہ کے بدلے میں کر دیتے تھے۔ باقی سرائے کا کوئی خرچ نہیں ہوتا تھا۔ اب بھی ہندوستان میں سڑک کے کناروں پر جگہ جگہ سرائیں بنی ہوئی نظر آتی ہیں۔ گو اب ویران ہیں۔ ان میں سے بعض سرائیں امراء نے بنوائی تھیں۔ اور کچھ سرائیں خود حکومت نے بنائی تھیں۔ لیکن اب تو ایسا رواج ہو گیا ہے۔ کہ جو کوئی دوسرے شہر میں جاتا ہے۔ وہ ہوٹل میں ٹھہرتا ہے۔ اور اس زمانہ میں معمولی سے معمولی اور ذلیل سے ذلیل ہوٹل بھی ایک روپیہ فی کس کرایہ کا ان سے لیتا ہے اور کھانے وغیرہ کے اخراجات اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔ پھر خوراکیں بھی بدل گئی ہیں پہلے زمانہ میں امیر سے امیر اور غریب سے غریب آدمی کی خوراک میں بہت کم فرق ہوتا تھا۔ لیکن اب

بہت زیادہ فرق

ہے۔ اس زمانہ میں ایک امیر سے امیر آدمی اور غریب سے غریب آدمی بڑی آسانی کے ساتھ اکٹھا بیٹھ کر کھا سکتے تھے۔ کیونکہ ان کی خوراکوں میں زیادہ فرق نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب تو ایک امیر آدمی معمولی آدمی کے ساتھ تو کیا ایک درمیانہ درجے کے آدمی کے ساتھ بھی اکٹھا بیٹھ کر کھانا کھانے سے گریز کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی خوراک اس کے موافق نہیں۔

ن تمدن کے فرق کی وجہ سے ذرائع نقل و
کے فرق کی وجہ سے اور اس فرق کی وجہ
کہ اُس زمانہ میں آبادیاں اس طور پر تھیں کہ ان
بغیر سواری کے سفر کیا جاسکتا تھا تبلیغ بغیر پیسہ
جاتی تھی۔ مگر اب تبلیغ بغیر پیسہ کے نہیں ہو
قربانی کرنے والے تو آگے آجائیں گے جانیں
دینے والے بھی مل جائیں گے لیکن یہ چیز اُسوقت تک
نہیں ہو سکتی۔ جبتک جانی قربانی کے ساتھ
قربانی بھی پیش نہ کی جائے۔ اس میں کوئی شبہ
نہ فتح نوجوانوں سے ہی ہوتی ہے۔ مگر
پیسہ نہ ہو۔ اُن کی قربانیوں سے پورا
نہیں اُٹھایا جاسکتا۔
الفضل میں دوستوں نے پڑھا ہو گا کہ مجھے
غیر احمدی فوجی افسر نے

ایک چٹھی

لکھی تھی۔ جس میں اُس نے لکھا تھا کہ آپ
رنگ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ وُہ بے فائدہ
ہے۔ آپ مبلغ تو باہر بھیج دیتے ہیں مگر انہیں
کافی سامان نہیں دیتے۔ جس کی وجہ سے اُن
کی صحتیں برباد ہو جاتی ہیں اور وُہ صحیح طور پر
کام نہیں کر سکتے۔ میں نے اس چیز کا خود تجربہ
کیا ہے۔ میں دو تین سال ملایا میں رہا ہوں
اور آپ کے مبلغین کی حالت کو دیکھا ہے۔
میں باوجود سلسلہ احمدیہ کی عظمت کو تسلیم کرنے
کے اور اُس کی تبلیغی مساعی سے متاثر ہونے
کے یہ عرض کرونگا کہ آپ مبلغین کو اتنا کھانا
ضرور دیں۔ جس سے وُہ اپنی صحتوں کو قائم
رکھ سکیں۔ یہ چٹھی ایک ایسے شخص نے لکھی
ہے جس کا احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔
گویا ایک غیر احمدی بھی اس بات کو تسلیم کرتا
ہے کہ ہم مبلغین کو اتنا خرچ نہیں دے رہے
جو اُن کی صحتوں کو قائم رکھنے کے لئے ضروری
ہے غرض تبلیغ کیلئے روپیہ کی بھی ضرورت ہے
پھر تعلیم کا کام ہے وُہ بھی بغیر روپیہ کے نہیں
ہو سکتا۔ پہلے زمانہ میں روپیہ کی بہت کم قیمت تھی
اُس زمانہ میں ایک پڑھا لکھا آدمی ایک جگہ پر بیٹھ
جاتا تھا۔ اور وُہ دوسروں کو پڑھا دیا کرتا تھا۔
وُہ یہ کام مُفت ہی کر دیا کرتا تھا۔ ہاں تعلیم حاصل
کرنیوالے اُس کی تھوڑی بہت خدمت کر دیتے تھے
لیکن اُس زمانہ میں اور اس زمانہ میں بہت فرق
ہے۔ اُس زمانے میں اگر ایسے آدمی کی بیوی کسی
مجلس میں چلی جاتی تھی۔ اور اُس کے پاس کپڑے
اچھے نہیں ہوتے تھے تو اُسے اُس کا احساس نہیں
ہوتا تھا۔ کیونکہ اُس کے اور دوسری عورتوں کے
کپڑوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔ اس میں کوئی
شبہ نہیں کہ امیر آدمی روپیہ سے اچھے لباس خرید سکتا
ہے لیکن اُس وقت کپڑے ہوتے ہی نہیں تھے اُس
زمانہ میں جو بھی کپڑے ہوتے تھے نہایت معمولی ہوتے

تھے۔ بہرحال جب وُہ عورت اپنے ہمسائیوں سے
ملتی تھی تو اُس میں احساس ذلّت پیدا نہیں ہوتا
تھا۔ وُہ اپنے خاوند کے گلوگیر نہیں ہوتی تھی کہ
اُس نے اپنے علم کو ضائع کر دیا مگر اب اتنا فرق
پیدا ہو چکا ہے کہ اگر کوئی اپنے آپکو

دین کی خدمت

کے لئے وقف کرے۔ تو اُس کے بیوی بچے اُس کے
گلے کا ہار بن جاتے ہیں کہ اُس نے انہیں ذلیل کر دیا
دیا ہے وُہ دوسروں میں ادنےٰ سمجھے جاتے ہیں
خُدا نے اُسے علم دیا ہے۔ اگر وُہ آمدن پیدا کرتا
تو وُہ بھی دوسروں کے شانہ بشانہ بیٹھ سکتا تھا
اور انہیں بھی بٹھا سکتا تھا یہی حال باقی کاموں کا
ہے میں نے جماعت کے دوستوں سے خصوصیت
سے کہا تھا کہ ہم قادیان میں

سلسلہ کی ساری جائدادیں

چھوڑ آئے ہیں۔ اسلئے ان دنوں سلسلہ کو زیادہ امداد
کی ضرورت ہے پھر ہم صرف سامان اور جائدادیں
ہی نہیں چھوڑ آئے بلکہ جماعت کے لاکھوں آدمی ایسے
ہیں جو گزشتہ فسادات کی وجہ سے سلسلہ کی اتنی
مدد نہیں کر سکتے۔ جتنی وُہ پہلے کر سکتے تھے پس
یہ زمانہ ایسا ہے جسمیں ہمیں زیادہ قربانیاں کرنی
ہونگی۔ اِسلئے میں نے جماعت میں تحریک کی تھی کہ آئندہ

چندہ کا معیار

ساڑھے سولہ فیصدی سے ۳۳ فیصدی تک کا ہو
اور جو شخص ایسا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتا اُس
کیلئے چندہ کا کم سے کم معیار یہ ہو کہ وُہ وصیت
کر دے یا اگر وُہ خیال کرتا ہے کہ وُہ زیادہ دیر
تک یہ قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ وصیت کرنے کی صورت
میں تو اُسے ساری عمر یہ چندہ دینا پڑے گا تو اُسے
چاہیئے کہ وُہ وصیت کے معیار کے مطابق اتنے
عرصے تک زیادہ چندہ ادا کرے۔

مقبرہ بہشتی

کے ہمارے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے یہ وقت
ہمارے اخلاص کے امتحان کا ہے ہر احمدی کو چاہیئے
کہ وُہ وصیت کر کے یہ ثابت کر دے کہ وُہ ان
پیشگوئیوں پر پورا یقین رکھتا ہے جو احمدیت
کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ظاہر کیں میرے
خطبہ پر جماعت میں ایک حرکت پیدا ہوئی تھی اور
جماعت کے سینکڑوں افراد نے چندے بڑھائے
تھے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ حرکت کمزور
ہوتی جاتی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ تعداد بڑھتی
چلی جاتی۔ یہاں تک کہ جماعت کا ہر فرد ۱۶½ سے
۳۳ فیصدی تک کے معیار پر آجاتا۔ یا وُہ کم از کم
۱۰ فیصدی چندہ دیتا۔ چاہیئے تو یہ تھا
کہ جماعت کے ہزاروں ہزار
افراد وصیتیں کر کے اپنے اخلاص اور ایمان کا ثبوت بہم
پہنچاتے مگر دفتر وصیت کیطرف سے مجھے آج اطلاع ملی
ہے کہ اس عرصہ میں صرف ایک سو وصیت ہوئی ہے اور یہ ایک

افسوسناک امر

ہے کہ لاکھوں کی جماعت میں سے صرف ایک سو افراد نے
میری اس تحریک کی طرف توجہ دی ہے (اسکے بعد مجھے
رقعہ ملا کہ ایک سو نہیں چار سو سے اُوپر نئی وصیت ہوئی ہے
مگر یہ بھی کافی نہیں) اس تحریک سے پہلے ۵۔۶ ہزار کے
قریب موصی تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ میری تحریک کے
بعد وصیت کی پہلی تعداد پر ۱/۵ حصہ کی زیادتی ہوئی اور یہ
کوئی خوشکن بات نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری کا اہمیت
بڑا حصہ کارکنوں پر ہے میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے
کارکنوں میں وُہ بیداری نہیں جس سے کام لینا چاہیئے۔ جس بیداری سے انہیں
کام لینا چاہیئے تھا صدر انجمن احمدیہ سمجھتی ہے کہ لوکل
انجمنیں قائم ہیں اور وُہ یہ کام کر رہی ہیں لوکل انجمنیں
یہ سمجھتی ہیں کہ یہ کام صدر انجمن احمدیہ خود کریگی یا پھر صدر
انجمن احمدیہ قیاس کر لیتی ہے کہ لوکل انجمنیں یہ کام کر لیتی
ہیں حالانکہ جماعت کے ہر فرد کو اس ذمہ واری کا احساس
ہونا چاہیئے۔ جماعت کے ہر چھوٹے بڑے اور ہر امیر و
غریب کو اس کا احساس ہونا چاہیئے جبتک جماعت
کے عورتوں۔ مردوں۔ بچوں۔ نوجوانوں اور بوڑھوں
میں اس

ذمہ واری کا احساس

پیدا نہیں ہو جاتا اُس وقت تک ہماری جماعت
اعلیٰ درجہ کی بیدار جماعت نہیں کہلا سکتی۔"

جُوں کی چال چلنا بیداری نہیں کہلا سکتا۔ ہر قوم کچھ نہ
کچھ ترقی کی طرف بڑھتی ہے۔ بہت ہی بدبخت کوئی
قوم ہو گی جو ترقی کی منزل طے نہیں کر رہی۔ آج سے
چالیس سال پہلے چوڑھوں کی جو حالت تھی۔ ہم میں سے
ہر ایک یہ محسوس کریگا کہ اب انہوں نے بہت زیادہ
ترقی کر لی ہے اور وُہ اپنی پہلی حالت سے بہت
آگے بڑھ گئے ہیں۔ میرے ہوش کی یہ بات ہے کہ ایک
خاکروبہ ۲ آنے ماہوار لیتی تھی لیکن ہمارے دیکھتے
دیکھتے ۲ آنے سے ایک روپیہ ماہوار فی گھر ہو گیا ہاں
اگر کوئی غریب آدمی ہو۔ اور اُس کے گھر میں صفائی کرنے
چار پانچ منٹ ہی لگانے ہوں تو وُہ چار آنے یا آٹھ آنے
بھی لے لیتی ہے ورنہ آجکل وُہ ایک روپیہ ماہوار سے کم
نہیں لیتی۔ بڑے بڑے گھروں سے تو وُہ دس دس روپیہ
ماہوار لے لیتی ہے اور وُہ پوری ملازم بھی نہیں ہوتی۔
دن میں آٹھ دس گھروں کا کام کرتی ہے اگر پوری ملازم
ہو۔ تو تیس تیس چالیس چالیس روپیہ لیتی ہے گویا چوڑھے
بھی ترقی کرتے جا رہے ہیں اور چالیس سال کے اندر اندر
انہوں نے اس قدر ترقی کر لی۔ اسی طرح دوسری قوموں
کو بھی دیکھ لو۔ وُہ بھی کچھ نہ کچھ ترقی کر رہی ہیں دھوبی کو لے لو
دھوبی کے کام میں فن کی مہارت کی ضرورت نہیں ہوتی کسی
زمانہ میں ایک دھوبی ایک روپیہ فی سیکڑہ کے حساب سے
بڑی آسانی سے کپڑے دھو دیتا تھا لیکن اب تو آٹھ دس
روپیہ فی سیکڑہ بھی بڑی مشکل سے لیتا ہے۔ غرض دُنیا میں
کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس نے ترقی نہ کی ہو۔ ہر قوم اور ہر
چیز میں ترقی ہوئی ہے جو قومیں طبعی رفتار سے ترقی
کرتی ہیں یہ اُن کا کمال نہیں گِنا جا سکتا کسی

قوم کا کمال

یہ ہوتا ہے کہ اُس کی ترقی اُسے گردوپیش کے
حالات سے ممتاز کر دے۔ ویسے تو ہر قوم نے
ترقی کی ہے اور ہر قوم بڑھی ہے لیکن ہم اگر کسی
شخص کی تعریف کرتے ہیں۔ تو اُس شخص کی تعریف
کرتے ہیں۔ جو ہزاروں سے زیادہ تیزی سے
بڑھ رہا ہو۔ سکول میں جو طالب علم جاتا ہے وُہ کوئی نہ
کوئی لفظ ضرور سیکھ لیتا ہے۔ مگر ہم ہر طالب علم کی تعریف
نہیں کرتے تعریف ہم اُسی طالب علم کی کرتے ہیں
جو ہزاروں لڑکوں سے آگے بڑھ گیا ہو۔
(۲) غرض ہر قوم ہی کچھ نہ کچھ ترقی کرتی ہے اسلئے ہم

موجودہ ترقی

پر خوش نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اس ترقی پر تسلی پا جانے
کا کوئی حق نہیں۔ ہمارا یہ بڑھنا اور ترقی کرنا ہماری
تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دُنیا کی ہر چیز
جس میں زندگی کی رمق پائی جاتی ہے وُہ بڑھ
رہی ہے۔ ہماری یہ ترقی ہمارے لئے اطمینان
اور ترقی کا موجب اُس وقت ہو سکتی ہے جب
ہم میں دو چیزیں پائی جاتی ہوں۔ اوّل۔
گردوپیش کی قوموں کی نسبت سے ہم سرعت سے بڑھ رہے
ہوں۔ دوم۔ ہماری جماعت کے کھڑا کرنے
والے کا جو منشا تھا۔ ہم اُس منشا کے مطابق
بڑھ رہے ہوں۔ اگر ہم میں یہ دونو باتیں پائی
جاتی ہیں۔ تو پھر ہم قابلِ تعریف بھی ہیں اور ہماری
ترقی ہمارے لئے اطمینان اور تسلی کا موجب
بھی ہو سکتی ہے اگر ہم اللہ تعالےٰ کے منشاء کو
پورا کر دیتے ہیں جسکی خاطر ہماری جماعت بنائی گئی ہے
اگر ہم اتنی ترقی کر لیتے ہیں جو اُس کے منشاء کے مطابق
ہے اور اگر ہم اتنی ترقی کر لیتے ہیں۔ جو
ہمیں ہمارے گردوپیش سے ممتاز
کر دیتی ہے تو اس صورت میں ہماری یہ
ترقی ہماری خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔
اور اگر ہماری ترقی ہمیں گردوپیش سے
ممتاز نہیں کرتی۔ تو یہ ہماری خوشی کا
موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ تو ذلت کا
موجب ہے تب تو اس کے یہ معنے ہونگے
کہ خدا تعالےٰ کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے
والے نے تو ۴۰ نمبر لئے۔ اور انسانی مدرسے
میں تعلیم حاصل کرنے والے نے ۸۰ نمبر حاصل
کئے۔ یہ نتیجہ تو خدا تعالےٰ کو نعوذ باللہ
ذلیل کرنے والا نتیجہ ہے کیونکہ اس صورت
میں خدا تعالےٰ کے شاگرد انسان کے شاگردوں
سے کم نمبر لینے والے ہوئے۔ جبتک ہم
انسانی مدرسوں کے طالبعلموں سے اچھے نمبر
حاصل نہ کریں۔ اُس وقت تک ہم یہ نہیں کہہ
سکتے کہ ہمارا نتیجہ کوئی اچھا نتیجہ ہے دوسرے
ہمارے لئے یہ خوشی کا مقام اُس وقت ہو سکتا ہے
جب ہم اتنی ترقی کر لیں۔ جتنی ترقی ہمارے
کھڑا کرنیوالے کے منشاء کے مطابق ہو۔

ان دنوں میں

چندہ کی مقدار

اتنی کم ہو چکی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجہ کوئی اتفاقی حادثہ ہے جو بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔ ستمبر کے مہینہ میں صرف قائد اعظم کی وفات کی وجہ سے تین دن کی چھٹیاں ہوئی ہیں لیکن چندہ میں اتنا بڑا نقص واقع ہو گیا ہے۔ کہ اگر اسی رفتار سے چندہ آتا رہا۔ تو بارہ مہینے کی آمد سے صرف دو مہینہ کا خرچ بمشکل چل سکتا ہے۔

اگست کے مہینے تک چندوں میں زیادتی ہوتی جا رہی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ جماعت اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے کوشش کر رہی ہے اور اپنی ترقی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے لیکن اس غیر معلوم حادثہ نے جماعت کو ترقی سے تنزل کی طرف منتقل کر دیا میں سمجھتا تھا کہ یہ کسی اتفاقی وجہ سے ہے۔ اور جلدی ہی اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن آج ستمبر کی ۲۸ تاریخ آ چکی ہے۔ اور ابھی تک چندوں میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ مثلاً بجٹ کے لحاظ سے ہماری روزانہ اوسط آمدن ساڑھے تین ہزار ہونی چاہیئے۔ اگر میری تحریک کا جو میں نے چندوں میں زیادتی کے لئے کی تھی لحاظ رکھا جائے۔ تو روزانہ اوسط آمدن چھ سات ہزار ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن کل جو آمدن ہوئی وہ صرف چھ سو روپیہ تھی۔ اس سے پہلے بعض دنوں میں اڑھائی سو تین سو اور چار سو آمد بھی ہوتی رہی ہے۔ بعض دن ایسے بھی ہیں جن میں ہزار ڈیڑھ ہزار دو ہزار تک بھی آمدن رہی ہے لیکن اگر روزانہ آمد کی اوسط نکالی جائے تو یہ چھ سات سو ہی رہ جاتی ہے۔ گویا بجٹ کے لحاظ سے پانچویں حصہ سے بھی کم آمدن ہو رہی ہے۔ (اس خطبہ کے بعد ترقی ہوئی ہے۔ اور ساڑھے تین ہزار۔ پونے چھ ہزار پونے سات ہزار اور پونے تین ہزار چار دن کی آمد تھی) حالانکہ جماعت کے اخراجات اب بڑھ رہے ہیں۔ اور آئندہ اور بڑھیں گے

نئے مرکز کی بنیادیں

رکھی جا رہی ہیں۔ دفاتر وغیرہ کے لئے نئی عمارات بنائی جائیں گی۔ دفاتر کے سامان وہاں پہنچائے جائیں گے۔ ڈاک تار اور ریل کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ پانی کا انتظام کرنا ہے۔ سڑکوں کا انتظام کرنا ہے۔ مہمانخانہ اور مسجد بھی بنائے جانے ہیں اگر خرچ قلیل سے قلیل حد تک بھی رکھا جائے تب بھی یہ لاکھوں سے کم نہیں ہو گا۔ کچی اور نیم کچی عمارات بھی بنائی جائیں۔ تب بھی ان پر دس پندرہ لاکھ سے کم خرچ نہیں آئے گا

اس وقت ضرورت تھی کہ جماعت قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھاتی۔ اور اگست کے مہینہ تک جماعت اعلیٰ قربانی کا نمونہ دکھا بھی رہی تھی مگر ستمبر کے مہینہ میں کوئی ایسی بات ہو گئی ہے جس کی وجہ سے چندہ کی روزانہ اوسط آمدن کم ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ قائد اعظم کی وفات کی وجہ سے چونکہ تین چھٹیاں ہو گئی تھیں اس لئے چندے رک گئے ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد یہ پھر شروع ہو جائیں گے لیکن اس پر بھی دو ہفتے گذر گئے ہیں لیکن تا حال چندوں میں کمی جاری ہے

میں جماعت کے تمام افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ اور ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں اٹھائیں۔ اور چاہیئے کہ ہمارے چندے کم از کم وصیت کے معیار تک پہنچ جائیں اگر کم از کم وصیت کے معیار تک ہمارے چندے پہنچ جائیں تو یہ یقینی بات ہے کوئی شبہ کی بات نہیں کہ ہماری

جماعت کا بجٹ

۳۰ لاکھ تک پہنچ جائے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے نئے مرکز کو بھی مضبوط بنا سکتے ہیں سلسلہ کی جائدادوں کو بھی مضبوط بنا سکتے ہیں اور آئندہ سلسلہ کی اشاعت کا بوجھ بھی اٹھانے کے قابل ہو سکتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ جماعت کے اندر ایسے امراء موجود ہیں جن کی جائدادیں بڑی ہیں۔ لیکن وہ اپنی ٹھیک آمدن بتانے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ میں نے جماعت کو پہلے بھی توجہ دلائی تھی کہ ہماری جماعت میں ایسے تاجر موجود ہیں جن کی جائدادیں بہت بڑی ہیں۔ مگر وہ ایک رقم بطور گذارہ مقرر کر لیتے ہیں۔ اور چندہ بھی اسی رقم پر دیتے ہیں۔ مثلاً ایک تاجر کی آمدن دس ہزار ہوتی ہے۔ مگر وہ دو ہزار کی رقم بطور گذارہ مقرر کر لیتا ہے۔ یا اس کی آمدن دو ہزار کی ہوتی ہے مگر وہ اپنا گذارہ تین سو روپیہ مقرر کر لیتا ہے اور اسی پر چندہ دیتا ہے۔ بعض اوقات وہ اسی رقم میں سے ۳۳ فیصدی چندہ دیکر دوسروں پر رعب بھی جما لیتا ہے۔ لیکن درحقیقت تین سو روپیہ میں سے ۹۹ روپے دینے کے معنے قریباً پونے پانچ فیصدی چندہ دینے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کی اصل آمد تو دو ہزار روپیہ تھی۔ اور چندہ لگواتے وقت اس نے اپنی آمد ۳۰۰ روپیہ بتائی۔ گویا چندہ تو وہ ایک آنہ فی روپیہ بھی نہیں دیتا۔ لیکن ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ ۳۳ فیصدی چندہ دیتا ہے۔ یہ طریقہ تو ایسا ہی ہے جیسے

کہتے ہیں

کہ کوئی ملاں تھا۔ احادیث میں اس نے یہ مسئلہ پڑھا۔ کہ اگر کسی کی کوئی ایسی چیز ضائع ہو جائے جو اپنی حفاظت خود نہ کر سکتی ہو۔ تو جس شخص کو وہ چیز مل جائے وہ اسے لے لے۔ اور تین بار لوگوں میں اعلان کرے اگر پھر بھی اس چیز کا مالک نہ مل سکے تو وہ چیز اسی کی ہو جاتی ہے۔ وہ ملاں روزانہ سیر کے لئے نکل جاتا۔ جنگل میں بھیڑ بکریوں کے گلے چر رہے ہوتے تھے۔ اور عموماً کچھ بھیڑ بکریاں گلے سے پیچھے رہ جاتی ہیں۔ وہ ملاں تاک میں رہتا۔ اور پیچھے رہ جانے والی بکری کو پکڑ لیتا اور کہتا کہ کسی کی بکری "کسی کی" کے الفاظ وہ زور سے کہتا۔ اور بکری کے لفظ کو وہ آہستہ سے کہہ دیتا۔ بکریوں والے کو یہ خیال بھی نہیں آتا تھا کہ یہاں کی بکری کے متعلق اعلان ہو رہا ہے۔ تین دفعہ اعلان کرنے کے بعد وہ ملاں بکری گھر لے آتا۔ اور بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لیتا۔ اور سمجھ لیتا کہ اس طرح تین بار اعلان کرنے سے حدیث پر عمل ہو گیا۔ اگر اس ملاں کا یہ فعل جائز ہے تو تمہارا بھی یہ فعل جائز ہے لیکن اس ملاں کا یہ فعل اگر تمہیں غلط دکھائی دیتا ہے تو تمہارا بھی یہ فعل غلط ہے

میں تو کہتا ہوں

کہ اگر ایسا آدمی ۳۰۰ روپیہ میں ۳۳ فیصدی چندہ دینے کی بجائے اصل آمدن میں سے چار فیصدی چندہ دیتا۔ تو خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ ایماندار تو ہوتا خدا تعالےٰ کی نگاہ میں وہ دھوکہ باز تو نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ اس کے سامنے اپنے عیب کو ظاہر کر دیتا کہ وہ اتنی بڑی قربانی نہیں کر سکتا۔ مگر وہ اپنی آمد کو دو ہزار کی بجائے تین سو روپیہ لکھوا کر پھر اس میں سے ۳۳ فیصدی چندہ دیتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کو دھوکہ دیتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے اور تکبر کرنیوالا ہے اس نے بلاوجہ یہ دو گناہ اپنے اندر پیدا کر لئے۔ اگر وہ سچائی سے کام لیتا تو یقیناً وہ دوسروں سے ثواب میں تو کم ہوتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے عذاب سے تو بچ جاتا۔ اگر وہ ۳۳ فیصدی کی بجائے چار فیصدی چندہ دیتا۔ لیکن آمدن ٹھیک بتاتا تو کم سے کم اسے چار فیصدی چندے کا ثواب مل جاتا لیکن اس طرح اس نے ۳۳ فیصدی کی بجائے چار فیصدی چندہ دیا۔ جھوٹ کی وجہ سے وہ چار فیصدی چندہ کے ثواب سے بھی محروم رہا۔ اور ۲۹ فیصدی کا گناہ بھی الگ رہا۔ اس نے ۲۹ فیصدی کا جھوٹ بولا۔ جس نے اس کے چار فیصدی چندہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیا۔ اور ۲۹ فیصدی کا گناہ بھی باقی رہا۔ میں تو کہتا ہوں اگر وہ بالکل ہی چندہ نہ دیتا۔ تو وہ چار فیصدی چندہ نہ دینے کا ہی مجرم ہوتا۔ ۲۹ فیصدی جھوٹ کا نہ ہوتا۔

قوموں کی بنیاد

سچائی پر ہوتی ہے۔ سچائی کی وجہ سے ہی قومیں اور دوسری قوموں پر غالب آتی ہیں جن قوموں کا کیریکٹر اچھا نہیں ہوتا۔ جن قوموں کا چلن مشتبہ ہوتا ہے اور مخدوش ہوتا ہے۔ وہ اپنی مد مقابل کی قوموں کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ لیکن جن قوموں کو چلن کے اچھا ہونے کے لحاظ سے دوسری قوموں پر برتری حاصل ہوتی ہے وہ ان کے مقابلہ میں غالب حیثیت میں کھڑی ہوتی ہیں۔ جانوروں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ کتا۔ بلی وغیرہ جانوروں کو دیکھو تو جب ان میں سے دو جانور آپس میں لڑ رہے ہوں۔ ان میں ایک جب دوسرے کے چلن کی برتری کو دیکھتا ہے تو اس کے سامنے اپنی دم جھکا لیتا ہے۔ جب وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ مد مقابل جانور کا مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ تو فوراً اپنی دم جھکا لیتا ہے۔ انسان کو تو خدا تعالےٰ نے جانوروں سے زیادہ مقدرت عطا فرمائی ہے اگر وہ سچائی کے ساتھ کام لے۔ اگر اس کا چلن اچھا ہو تو اسے زائد توفیق بھی مل جاتی ہے۔ چلن کے بد ہونے کی وجہ سے اس کی ہمت اور جرأت ماری جاتی ہے

تحریک جدید کے متعلق

ابھی میں نے دیکھا ہے کہ سال میں سے نو مہینے گذر چکے ہیں۔ بلکہ ساڑھے نو مہینے گذر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک دو تہائی چندہ بھی نہیں آیا۔ سال میں سے ساڑھے نو مہینے گذرنے کے بعد بھی تحریک کا چندہ سات ماہ کے چندہ سے کم رہا ہے۔ یہ بھی نہایت افسوسناک امر ہے بلکہ دور دوم جو کہ نوجوانوں کا دور ہے۔ جن کے متعلق ہم یقین رکھتے تھے۔ کہ وہ دور اول میں حصہ لینے والے بوڑھوں سے زیادہ تیز چلنے والے ہوں گے۔ اس کا یہ حال ہے کہ لاکھوں روپے کے وعدے وصولی کے قابل پڑے ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا کام بہر حال پورا ہو گا۔ مگر یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ قوم کی آئندہ نسل رو رو کر بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے جا رہی ہے۔ اور یہ نہایت ہی خطرناک بات ہے۔ ہر قوم کی نسل کو آگے بڑھنا چاہیئے جس قوم کی نسل ایمان۔ ایثار اور قربانی میں پہلوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ وہ قوم جیا نہیں کرتی۔ قوموں کی جنگ دو تین سو سال تک رہتی ہے۔ اور جب تک کسی قوم کی پندرہ بیس نسلیں اسے

پہلوں سے آگے نہ بڑھتی جائیں۔ اس جنگ کا کامیاب نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ فرد واحد کی جنگ ۲۵-۳۰ سال تک ہوتی ہے۔ مگر قوموں کی جنگ لمبی ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے زیادہ قربانی اور ایثار کی ضرورت ہوتی ہے

ظاہری طور پر جو ہم نے فتح حاصل کی ہے

کہ جماعت ایک سے لاکھوں ہو گئی ہے ظاہری طور پر جو ہم نے فتح حاصل کی ہے۔ کہ ہمارا دس روپے سے لاکھوں روپیہ کا بجٹ ہو گیا ہے۔ ظاہری طور پر جو ہم نے فتح حاصل کی ہے کہ ہماری جماعت کے افراد ادنےٰ عہدوں سے بڑے عہدوں پر پہنچ گئے ہیں۔ ظاہری طور پر جو ہم نے فتح حاصل کی ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان تعلیم میں پہلے سے زیادہ ترقی کر گئے ہیں۔ ظاہری طور پر جو ہم نے فتح حاصل کی ہے کہ ہمارے مشن اب ساری دنیا میں قائم ہو گئے ہیں۔ یہ تو ایک نسبتی فتح ہے حقیقی فتح نہیں۔ درحقیقت نہ ہم نے افراد میں ترقی کی ہے۔ نہ اموال میں ترقی کی ہے۔ اور نہ ہی تبلیغ میں ترقی کی ہے۔ کیونکہ ہماری ترقی نسبتی ترقی ہے اس لئے ہماری خوشی اور اطمینان کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ہمارے لئے خوشی

اور اطمینان کا موجب نہیں ہو سکتی

وہ ہماری آخری جنگ

کے دن قریب ہیں۔ اور اس میں ہم اس وقت تک فتح کی امید نہیں کر سکتے جب تک ہمارے نوجوان ہم سے زیادہ ایثار کا نمونہ نہ دکھائیں۔ بلکہ ہم تب بھی فتح کی امید نہیں کر سکتے۔ جب تک ان سے اگلی نسل بھی زیادہ ایثار کا نمونہ نہ دکھائے۔ اگر کسی قوم کی کم از کم بارہ نسلیں حقیقی ایثار کا نمونہ نہیں دکھاتیں حقیقی اخلاق کا نمونہ نہیں دکھاتیں تو اس قوم کو حقیقی فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمارے جماعت کے تو ابھی بچپن کے دن ہیں۔ بڑھاپے کے دن تو ابھی دور ہیں ہمارے بعد نوجوانوں نے ہی اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اخلاص اور ایثار میں ہم سے زیادہ ہوں۔ علم دین میں ہم سے زیادہ ہوں۔ عبادت کی رغبت میں ہم سے زیادہ ہوں۔ جماعت کی آئندہ

ترقی کی ذمہ واری

ہم پر نہیں آپ نوجوانوں پر ہے۔ اس جنگ میں فتح حاصل کرنا آپ کے ذمہ ہے جب تک آپ ہم سے زیادہ قربانی اور ایثار کا نمونہ نہیں دکھاتے احمدیت کو فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ یا یوں کہو کہ احمدیت کو تو فتح حاصل ہو گی مگر آپ اس سے محروم رہ جائیں گے پس آپ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ اپنے حوصلوں کو بلند رکھیں۔ اور قربانی اور ایثار کا وہ معیار پیش کریں جسے دیکھ کر پہلے لوگ شرمندہ ہوں۔ بجائے اس کے کہ وہ یہ کہیں افسوس تم ہماری اچھی نسل نہیں ہو وہ یہ کہیں کہ کاش ہم کو بھی ایسی قربانی کی توفیق ملتی۔ یہ وہ معیار ہے جس کو پورا کرنے سے احمدیت غالب آ سکتی ہے“

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:-

سید محمود احمد صاحب مجید حیدر آبادی کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ مرزا منور احمد صاحب مبلغ امریکہ فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ عبد الرشید صاحب میرٹھ والے کی بیوی لکھتی ہیں کہ ان کے دادا فوت ہو گئے ہیں۔ اور آپ پرانے صحابی تھے۔ نماز جمعہ کے بعد میں ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

مرزا منور احمد صاحب

جو امریکہ کے مبلغ تھے۔ میری ایک بیوی ام متین کے بھائی۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سالے اور نہایت مخلص نوجوان تھے۔ ان کے معدہ میں رسولی ہوئی اور وہ فوت ہو گئے ویسے تو ہر ایک کو موت آتی ہے۔ لیکن اس طرح کی موت گو ایک طرف قوم کے لئے فخر کا موجب ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف اس کا افسوس بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو پندرہ بیس سال میں تیار کیا جائے۔ اور وہ جوانی کی حالت میں فوت ہو جائے۔

مرزا منور احمد صاحب کا کام نہایت اعلےٰ درجہ کا تھا۔ اور امریکہ کی جماعتوں میں انہی کی جماعت کو ان سے زیادہ محبت تھی ابھی پچھلے دنوں امریکہ کی جماعتوں کی جو کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں بھی یہ تسلیم کیا گیا کہ وہ علاقہ جس میں مرزا منور احمد صاحب مبلغ تھے۔ دوسرے علاقہ کی جماعتوں سے دینی کاموں میں بڑھ گیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اپنی محبت کا بھی ثبوت دیا۔ جب ڈاکٹروں نے جسم میں خون داخل کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کے علاقہ کے نومسلموں میں سے عورتوں اور مردوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنا خون پیش کر دیا۔ اور چونکہ ان کی ٹائپ کا خون ملتا نہیں تھا۔ اس لئے جس نومسلم کو یہ معلوم ہو جاتا۔ کہ میرا خون مرزا منور احمد کے خون کے مشابہ ہے تو وہ

بے انتہا خوش

ہوتا۔ اور فخر کرتا کہ میرا خون ان کے خون سے ملتا ہے۔ جب مرحوم کے جسم میں خون کے داخل کرنے کی زیادہ ضرورت پیش آ گئی۔ اور ان کے خون کی ٹائپ کا اور خون نہ ملا تو ڈاکٹروں نے کہا۔ آپ لوگ اپنا خون دے دیں۔ ہم اپنے پاس سے اس کے ٹائپ کا خون استعمال کر لیں گے۔ اور آپ کا خون آئندہ کے لئے رکھ لیں گے۔ اس پر ان سب نے اپنا خون پیش کر دیا۔ یہ چیز اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے امریکہ کی جماعت اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ اور یہ مرحوم کے نیک نمونہ کا ایک زبردست ثبوت ہے؛

شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کی زندگی کے مختصر حالات

سندھ کے گورنر شیخ غلام حسین ہدایت اللہؒ کے اچانک انتقال کی خبر پاکستان میں نہایت غم و رنج کے ساتھ سنی جائے گی۔

آپ قائد اعظم کے پرانے رفیق تھے۔ اور آپ سندھ کے مسلمانوں میں بہت پرانے قومی کارکن تھے۔ آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۲ء میں ہوا۔ آپ ۱۹۲۱ء تک صوبہ بمبئی کی قانون ساز اسمبلی کے غیر سرکاری ممبر رہے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۶ء تک وزیر۔ اور تین مرتبہ آپ گورنر بمبئی کی مجلس عاملہ کے ممبر رہے۔

وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی پاکستان بننے کے بعد آپ کو سندھ کا گورنر منتخب کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے آپ سندھ کے وزیر اعظم تھے۔ آپ نے مسلم لیگ کی بڑی خدمت کی۔ اور پاکستان کے قیام میں نہایت نمایاں حصہ لیا۔

آپ کی وفات سے سندھ کی سیاسی زندگی میں واقعی ایک کمی پیدا ہو گئی ہے۔ پرانے مسلم سیاستین میں سے آپ کی ذات غنیمت تھی۔ آپ نے ملک و قوم کی جو خدمات کی ہیں وہ بھولنے والی نہیں ہیں۔ پاکستان اور سندھ کی تاریخ آزادی میں آپ کا نام روشن حروف میں لکھا جائے گا۔ آپ نے موجودہ سندھ کی تعمیر میں شاندار اور قابل قدر حصہ لیا ہے۔ اور مرتے دم تک آپ ملک و قوم کی خدمت میں مصروف رہے ہیں؛

تقرر امیر جماعت احمدیہ کراچی

کرنل عطاء اللہ صاحب امیر جماعت کراچی کی تبدیلی کی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حافظ عبد السلام صاحب کو امیر اور چوہدری بشیر احمد صاحب کو نائب امیر مقرر فرمایا ہے۔ یہ ہر دو تقرریاں ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء تک کے لئے ہوں گی۔

(ناظر اعلےٰ)

قادیان ہمارا ہے ہم اُسے لیکر رہینگے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "وہ ہمارا ہے اللہ نے اگر ایمان ہے۔ ہمارے اندر اگر غیرت پائی جاتی ہے تو ہمیں یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ ہم نے قادیان کو واپس لینا ہے" (الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۴۸ء)

"ہر احمدی کے متعلق کا یہ حق ہے کہ اگر وہ زیادہ قربانی نہیں کر سکتا۔ تو وصیت والی قربانی کر دے اور دشمن کو بتا دے کہ قادیان سے نکلنے کو ہم صرف ایک عارضی مصیبت سمجھتے ہیں۔ ورنہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا ہے۔ اور ہماری لاشیں وہیں دفن ہوں گی۔"

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۴۸ء)

جب قادیان ہمارا ہے اور ہم نے ہر جائز طریق سے اسے لینا ہے۔ تو یہ ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ہر احمدی وہاں کے مقدس مقام یعنی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے وصیت کرے۔ اور دشمن پر یہ ثابت کر دے کہ نہ صرف ہماری روح قادیان کے حصول کے لئے بے تاب ہے بلکہ اس کا جسم بھی قادیان جانے کے لئے بے چین ہے کیونکہ وہاں جانا بھی ہمارا منتہا نہیں ہے بلکہ قادیان ہمارا ہے اور ہم اُسے لیکر رہیں گے۔ ہمارا وہاں رہنا تو ایک طرف ہماری لاشیں بھی وہیں دفن ہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

درخواست ہائے دعا

مجھے بچپن سے ابکائی و قے ہے۔ الحمد للہ لیکن انتڑیوں میں خراش اور کسی کسی وقت درد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے سبب حرارت بھی ہو جاتی ہے۔ اس تشویشناک سلسلہ سے بطور یاد دہانی دعا کی درخواست کرتا ہوں (چوہدری جمال الدین احمد آف قادیان معرفت خیبر سپورٹس ورکس سیالکوٹ شہر)

(۲) بچہ کی حالت بہت ہی تشویشناک ہے۔ عزیز کے ختنہ کے سر پر وقت منتظر رہتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ دعا کنندہ (فتح محمد)

(۳) میری ہمشیرہ رضیہ بیگم عرصہ چار ماہ سے سخت بیمار ہیں احباب اُن کی صحت کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(محمد ابراہیم خاں)

(۴) میرا لڑکا عزیزی لطیف احمد عارضہ انتڑیوں کی خرابی کے بیمار ہے۔ احباب عزیزی موصوف کے لئے دعا فرماویں۔ سید محمد صدیق کاتب اخبار الفضل۔

(۵) میری والدہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

خاکسار برکت اللہ طالب علم جامعہ احمدیہ۔

چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ کے متعلق

حافظ آباد کے دوست یا دوسرے واقف دوست اطلاع دیں

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ایک خط حافظ آباد سے چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ کا مجھے ملا کہ میں موٹر سائیکل پر آ رہا تھا کہ مجھے ہیضہ ہو گیا ہے اور سخت کمزور ہو گیا ہوں۔ ہسپتال جا رہا ہوں۔ اس کے بعد کی ایک تار بے نام کے حافظ آباد سے آئی کہ شریف احمد سخت بیمار ہیں۔ پھر ایک تار چوہدری شریف احمد صاحب کے نام سے آئی کہ میں اپاہج ہو گیا ہوں۔ ان تاروں میں کوئی پر اسرار بات ہے کیونکہ وزیر آباد سے بیٹھنے والا بیمار حافظ آباد نہیں جا سکتا۔ پھر حافظ آباد لاہور کی سڑک پر بھی نہیں ایک طرف ہٹ کر ہے۔ تیسرے یہ کہ کسی شخص کا بے نام کا تار دینا اور چوہدری شریف احمد کے بتانے میں بھی پتے کا نہ ہونا پر اسرار ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات پر اسرار ہے کہ ہیضہ سے کوئی شخص اپاہج کس طرح ہو گیا۔ جسم ٹھنڈ ٹھنڈ کر گرنے سے یا کسی دشمن کے حملے سے یا گٹھیا وغیرہ کی بیماری سے ہوتا ہے۔ ہیضے سے جسم پر کوئی اس قسم کا اثر نہیں ہوتا۔ کوئی دوست جن کو چوہدری شریف احمد صاحب کا پتہ ہو۔ مہربانی کر کے اطلاع دیں کہ اصل بات کیا ہے اور ان کا بدن اپاہج کس طرح ہو گیا ہے یا یہ سب کسی کی شرارت ہے۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

اٹیمی قوت کے کنٹرول کے متعلق روسی پیشکش رد کر دی جائیگی

پیرس ۱۴ اکتوبر:۔ آج جب اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی میں اٹیمی قوت پر بحث کی ابتدا ہوگی۔ تو توقع کی جاتی ہے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ اس بارے میں روس کی مفاہمتی پیشکش کو رد کر دیں گے۔ واضح ہو کہ روسی نمائندے کے ڈپٹی مسٹر اندریری ویشنسکی نے گذشتہ ہفتے اس امر کی پیشکش کی کہ اٹیمی قوت کی ممانعت اور اس پر بین الاقوامی کنٹرول ان دو نکات کو زیر بحث لایا جائے۔ امریکہ، برطانیہ اور متعدد دوسرے ممالک کے نزدیک صرف واحد اور غالب طور پر قابل قبول کنٹرول کی نوعیت وہی ہے جو اٹامک انرجی کنٹرول کمیشن نے اپنی رپورٹوں میں پیش کر دی تھی۔ لیکن اس قسم کے بین الاقوامی کنٹرول کو تسلیم کرنے کیلئے روس ہرگز تیار نہیں۔ کیونکہ روس کے نزدیک اس نوع کے کنٹرول کا مطلب بین الاقوامی کنٹرول کی بجائے امریکی کنٹرول ہے۔ اس لحاظ سے مغربی یورپ کے نمائندے جنہیں اقوام متحدہ کے ممبروں کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے محسوس کرتے ہیں کہ اس موضوع پر مزید گفتگو کرنا محض تضیع اوقات ہے۔ آج سیاسی کمیٹی کے روبرو تین تجاویز زیر بحث ہیں۔

(۱) کینیڈا کا ریزولیوشن جس کا مفہوم یہ ہے کہ اٹامک انرجی کمیشن کا کام اسی وقت تک کیلئے معرض تعطل میں ڈالدیا جائے۔ جس وقت تک کہ روس اکثریت کی رائے کو تسلیم کرلے۔ (۲) روسی قرارداد جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ کمیشن اٹیمی ہتھیاروں کی ممانعت اور اٹیمی قوت پر کنٹرول کی صورت پیدا کرے (۳) اس مقصد کی شاہی قرارداد کو اٹامک انرجی کمیشن اپنی اس جدوجہد کو جاری رکھے کہ مسئلے کے حل کی جستجو جاری ہے۔

مودودی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا!

لاہور ۴ اکتوبر:۔ امیر جماعت اسلامی مولوی مودودی صاحب کو آج شام اچھرہ میں جماعت اسلامی کے مرکز اعلیٰ سے گرفتار کر لیا گیا ہے آپ کی گرفتاری پبلک سیفٹی ایکٹ کے ماتحت عمل میں آئی ہے۔

قیم جماعت اسلامی میاں طفیل احمد کو بھی آج ہی شام اچھرہ میں ان کے مکان سے گرفتار کیا گیا۔

سیالکوٹ جی۔ بی۔ سپر مرس لمیٹڈ کی ادام دہ بسوں میں سفر کریں۔ جو کہ وقت مقررہ پر سرسہ سے سلطان سے چلتی ہیں۔ ...

ہندوستان سے آنے والوں کیلئے چار قسم کے پرمٹ جاری ہوں گے!

کراچی ۴ اکتوبر:۔ پاکستان میں ہندوستان سے آنے والوں کے داخلہ کے لئے چار قسم کے پرمٹ جاری کئے جائیں گے (۱) جبکہ پاکستان میں آمد محض عارضی ہو۔ (۲) پاکستان میں مستقل قیام یا پاکستان میں واپسی کیلئے (۳) پاکستان میں بار بار سفر کرنے کے لئے (۴) جبکہ کسی اور ملک کو جاتے ہوئے پاکستان سے گذرنا مقصود ہو۔ حسب ذیل دفاتر سے پرمٹ جاری کئے جائیں گے (۱) دہلی میں مقیم پاکستانی ہائی کمشنر (۲) جالندھر میں مقیم پاکستانی ڈپٹی ہائی کمشنر (۳) ہندوستان میں کوئی اور ڈپٹی ہائی کمشنر یا بعد میں کوئی بھی مقرر ہونے والا متعلقہ افسر (۴) بلوچستان کے سرکاری ملازموں کو پرمٹ ...

دفتر وکیل المال تحریک جدید ربوہ میں

دفتر وکیل المال تحریک جدید لاہور میں بند ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ۶ اگست ۱۹۴۹ء سے جماعت احمدیہ کے مرکز پاکستان بمقام ربوہ ضلع جھنگ میں کام شروع کرے گا۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مذکور کے بعد وکالت مال تحریک جدید کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت ربوہ کے پتے پر معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ کی جائے۔

(نائب وکیل المال تحریک جدید)

اطلاع

احباب آج مورخہ ۱۰ ستمبر سے جملہ خط و کتابت بنام دفتر ہذا اس پتہ پر فرمایا کریں۔ وکیل الدیوان تحریک جدید "ربوہ" معرفت پوسٹ ماسٹر چنیوٹ ضلع جھنگ

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

دُعائے مغفرت

خاکسار کی پیاری لڑکی امۃ العزیز علیمہ تبسم سال کی عمر میں عرصہ سات ماہ کی طویل بیماری کے بعد بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۸ء بوقت چار بجے صبح ہمیں داغ مفارقت دے گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

بوجہ موصیہ ہونے کے راولپنڈی میں امانتاً دفن ہوئی۔ مرحومہ کے خاندان نبوت اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بہت عقیدت تھی۔ اور سلسلہ کی خدمت کی بہت تڑپ دل میں رکھتی تھی۔ خاندان نبوت اور صحابہ کرام درویشان قادیان و جملہ احباب کی خدمت میں دعا کے لئے عاجزانہ التماس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان خصوصاً مرحومہ کے ابا جان قاضی عبد الرحیم صاحب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ثم آمین

خاکسار۔ البشیر احمد صفی محلہ دار البرکات شرقی۔ قادیان۔ حال ۱-۱۱/۷ اصغر روڈ راولپنڈی

قبر کے عذاب سے بچو

ہر انسان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرتے ہی منکر نکیر نامی دو فرشتوں کی طرف سے پرسش ہوتی ہے کہ تم نے اپنے زمانہ کے ربانی مصلح کو مانا یا نہیں ماننے والوں کے لئے جنت اور انکار کرنے والوں کے لئے اس وقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ کے ربانی مصلح کی صداقت کے متعلق اردو انگریزی لٹریچر صرف ایک کارڈ آنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے۔ پتہ خوشخط ہو۔

...

ضلع شیخوپورہ

سید ولایت شاہ صاحب انسپکٹر وصایا کو ۳ اکتوبر ۴۸ء سے ضلع شیخوپورہ کی جماعتوں کے دورہ کے لئے بھجوایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت اور عہدیداران مہربانی فرما کر ان کے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ ضلع شیخوپورہ کا کوئی بالغ مرد اور عورت ایسا نہ رہے جس نے وصیت نہ کی ہو۔ ...

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ٹینڈر نمبر ۱۹۷-ایس/۶۳-۱-۱ (ڈی) کوڈ ورڈ

"CXHKD"

ٹینڈر دیئے گئے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشنوں پر اٹھارہ ہزار من سرسوں یا توریہ کے تیل کی فراہمی کے لئے مہر بند ٹینڈر مطلوب ہیں۔

ٹینڈر فارم ۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء سے تمام کام کے دنوں میں دوپہر دو بجے سے بارہ بجے کے درمیان ڈپٹی جنرل منیجر (سٹور ڈ) این۔ ڈبلیو آر۔ لاہور اور ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کراچی۔ ملتان اور راولپنڈی کے دفاتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ٹینڈر فارم کی مقامی قیمت ایک روپیہ وصول کی جائے گی۔ اور بیرون لاہور سے بذریعہ ڈاک منگوانے والوں سے ڈیڑھ روپیہ فی فارم کے حساب سے وصول کی جائے گی۔

مہربند ٹینڈر کنٹرولر آف سٹورز این ڈبلیو۔ آر۔ ریلوے لاہور کے دفتر میں رکھے ہوئے ٹینڈر بکس میں جمعہ کے روز ۱۵ اکتوبر سن ۱۹۴۸ء کے دن بارہ بجے سے پہلے ڈال دیئے جائیں۔ ٹینڈر اسی دفتر میں دوسرے کام کے دن صبح گیارہ بجے کھولے جائیں گے۔

ٹینڈر داخل کرنے والوں ٹینڈرز کے کھولے جانے کے وقت موجود رہنے کی اجازت ہوگی۔ اگر وہ ایسا کرنا چاہیں۔

کوئی بھی کنٹریکٹر جو تیل کی فراہمی کا کام کر سکتا ہو ٹینڈر داخل کر سکتا ہے۔

برائے جنرل منیجر (فوڈ)

روسی علاقہ میں یورینیم کے ذخائر
ایک نازی دستاویز برطانوی ہاتھوں میں

برلن ۵ر اکتوبر۔ برطانوی افسروں کے ہاتھ نازی اقتدار کے زمانہ کی کچھ دستاویزات آئی ہیں ان دستاویزات میں سیکسنی کے علاقہ میں یورینیم کے ذخائر کے جائزہ کا پورے طور پر ذکر ہے سیکسنی اس وقت جرمنی کے روسی علاقہ میں واقع ہے جن برطانوی ماہروں نے ان دستاویزات کا مطالعہ کیا ہے انہیں یقین ہے کہ سیکسنی کے ذخائر بہت خراب قسم کے ہیں اور ان سے مشکل ہی سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ یورینیم کا ایک اور ذخیرہ زیکو سلاویکیا کی جانب کوہستان بوہیمیا میں پایا گیا ہے یہ ذخیرہ قدرے بہتر قسم کا ہے لیکن جب نازیوں نے اس پر قبضہ کیا تھا تو وہ قریب الختم ہو چکا تھا لیکن روسی سیکسنی میں آلو کی یورینیم کی کانوں میں اس طرح کام کر رہے ہیں گویا روس بھر میں یہی یورینیم کا ذخیرہ ہے۔

روسی فوج نے کانوں کے علاقہ کے گرد خاردار تار لگا دیئے ہیں۔ اور روسی موٹر ٹرک کیلے مادے کے ٹب لیکر جاتی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ ان ٹبوں میں یورینیم ہوتا ہے مزدور مردوں اور عورتوں کو ان کانوں میں فاقہ کشی اور مرطوب آب وہوا کے ایسے حالات میں رہنا پڑتا ہے۔ جن کی وجہ سے ایک آزاد ملک میں عام ہڑتال ہو سکتی ہے اس جبری مزدوری میں ۱۶ ہزار افراد ملازم رکھے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ جرمن اشتمالی بھی ہیں۔

برطانوی حکام کا یہ خیال ہے کہ باقی روس میں یورینیم کی بہت ہی کمی ہے یا پھر یہ سرگرمیاں روس کے اس پروپیگنڈہ کا ایک حصہ ہیں جو ایم وشنسکی پیرس میں کر رہے ہیں۔

یہاں کے جرمن سائنسدانوں کو یقین ہے کہ روسیوں کے پاس ابھی تک کوئی ایٹمی اسلحہ نہیں ہے اگرچہ جرمنی کی خاص عمل گاہ گوٹنجان کے مارکس پلانک ادارہ میں پورے طور پر سازو سامان نہیں ہے لیکن ایٹمی ترقی کے اعداد وشمار زیور چ کے نزدیک سوئٹزرلینڈ کے ایپائن ریسرچ اسٹیشنوں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ان اسٹیشنوں پر خاص قسم کے آلہ لگے ہوئے ہیں جو ایٹم پھٹنے کے تمام تجربات کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ ان آلوں میں ایٹم پھاڑنے کے تمام تجربات کا ریکارڈ ہے

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ میکسیکو کے ریگستان میں سب سے پہلے اس کا تجربہ کیا گیا لیکن ابھی انہیں روسی علاقہ کے کسی ایٹمی تجربہ کا ریکارڈ نہیں آیا ہے (اسٹار)

ایٹم کی طاقت کے متعلق روس کی پیشکش
اور اقوام متحدہ

لنڈن ۵ر اکتوبر:۔ روسی نمائندہ ایم وشنسکی نے اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی کو اپنا یہ مطالبہ واپس لے کر حیرت میں ڈال دیا کہ بین الاقوامی کنٹرول قائم ہونے سے پیشتر تمام ایٹم بم تباہ کر دیئے جائیں۔ ایٹمی اسلحہ کے استعمال کا فوری طور پر امتناع اور ایٹمی طاقت پر بین الاقوامی کنٹرول کے حکم کی تجویز پیش کر کے اس نے روس کی اس پالیسی کو تبدیل کر دیا ہے جس پر روس گذشتہ دو سال سے بہت سختی سے عامل ہے۔

اقوام متحدہ کے ممبروں کا ردعمل اس تجویز کے عمیق جائزہ کی صورت میں نکلا ہے۔ جبکہ وسیع پیمانہ پر یہ سمجھا جا رہا ہے کہ وشنسکی کی پیشکش محض ایک سیاسی چال ہے اور اس بات کا امکان نہیں ہے کہ روس اپنا ایٹمی ریسرچ کو بین الاقوامی معائنہ کے لئے پیش کر دیگا بہت سے نمائندوں کا خیال ہے کہ اس تجویز کو مسترد کرنے سے پہلے اس پر احتیاط اور خلوص کے ساتھ غور کر لیا جائے۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وشنسکی کو اس بات پر اصرار ہے کہ بین الاقوامی کنٹرول کا ادارہ مجلس تحفظ کے تحت ہو کیونکہ وہاں روس حق استرداد استعمال کر سکتا ہے۔ اگر روسی کنٹرول کے قیام کی اجازت بھی دیدیں۔ تو بھی وہ ٹیکنیکل اور انتظامی معاملات میں رکاوٹیں پیدا کر کے اسکے کامیابی کے ساتھ کام کرنے کو روک سکتے ہیں۔

بعض نمائندوں نے فوری طور پر ہی اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے۔ امریکی نمائندہ وارن آسٹن نے کہا کہ روس کی تجویز میں یہ یقین نہیں دلایا گیا کہ روس بھی بین الاقوامی کنٹرول اور معائنہ کو منظور کر لے گا۔ کناڈا کے نمائندہ جنرل میکناٹن نے کہا کہ اس تجویز کا مقصد ہمیں مزید ایک سال تک بحث تمحیص میں مبتلا کرنے کے لئے گذشتہ سال کی سی صورت حال پیدا کرنا ہے۔ برطانیہ کی جانب سے مسٹر ہیکٹر میکنیل نے اس تجویز کی پیچیدگیوں پر غور کرنے کے لئے وقت طلب کیا۔

کل لنڈن کے اخبارات بھی عام طور پر محتاط تھے۔ اخبار مینچسٹر گارڈین نے "نئے ہوشیار مسٹر وشنسکی" کے زیر عنوان تحریر کیا ہے کہ روسی معاملہ کسی شخص کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ مزید لکھتا ہے کہ کاغذ پر تو روس کی یہ تجویز روس کی بڑی رعایت معلوم ہوتی ہے۔

اخبار آبزرور لکھتا ہے کہ برطانیہ کی پالیسی میں اس امکان کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ روس کو اقتدار چھوڑ دینے پر تیار ہو جانے کی ترغیب دی جائیگی۔ اخبار مذکور مزید لکھتا ہے کہ ہم یہ دیکھیں گے کہ آیا وہ محض پروپیگنڈہ تو نہیں کر رہا ہے (اسٹار)

سندھ لیگ یکم نومبر تک پوری طرح منظم ہو جائیگی

کراچی ۵ر اکتوبر۔ یہاں آج معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یکم نومبر تک آل پاکستان مسلم لیگ کی سندھ کی شاخ کی مکمل تنظیم ہو جائے گی۔

کل تک پرائمری لیگ کے تمام انتخابات مکمل ہو جائینگے سکھر میں پرائمری لیگ کے انتخابات مکمل نہیں ہوں گے کیونکہ سیلاب کی بناء پر لیگ کی تنظیم کا کام رک گیا تھا سکھر کے ضلع میں پرائمری لیگ کے انتخابات مکمل کرنے کے لئے آخری دن اتوار کا مقرر کیا گیا ہے۔ شہروں اور اضلاع میں انتخابات ۲۰ر اکتوبر تک مکمل ہو جائینگے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اکتوبر کے اختتام تک تمام صوبائی لیگ کی تنظیم مکمل ہو جائے گی۔

یہاں کے صوبائی لیگ کے ہیڈ کوارٹر میں تحقیقات کرنے پر یہ پتہ چلا کہ اس سال لیگ کے ممبران کی تعداد میں بہت کافی اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے سال کی نسبت اس سال ممبران کی تعداد دوگنی کے قریب ہو گئی ہے۔

برطانیہ اقتصادی لحاظ سے ۱۹۵۲ء میں آزاد ہو جائیگا

لنڈن ۵ر اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ برطانیہ کی طرف سے یورپ کے اقتصادی تعاون کے دفتر کو ایک خفیہ رپورٹ روانہ کی گئی ہے اس رپورٹ میں برطانیہ کی اقتصادی بحالی کے امکانات کا ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ غالباً برطانیہ امریکی امداد سے ۱۹۵۲ء میں آزاد ہو جائے گا۔ لیکن کچھ عرصے کے لئے پھر بھی امریکہ کا برطانیہ کے ڈالر ایکسچینج پر کچھ کنٹرول قائم رہے گا۔ (اسٹار)

عربوں کیخلاف فیصلے کی صورت میں
سیاسی کمیٹی کا اجلاس طلب کیا جائیگا

قاہرہ ۵ر اکتوبر۔ عراق کے وزیر اعظم نوری السعید پاشا شاہ فیصل کو الوداع کہنے کے لئے پورٹ سعید گئے وہ فوراً مصر کے وزیر اعظم سے گفت وشنید جاری کرنے کے لئے واپس تشریف لائیں گے۔

عراق کے وزیر اعظم نے کہا کہ اگر اقوام متحدہ نے عربوں کے خلاف فیصلہ کیا تو عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کا اجلاس مختصر عرصے کی اطلاع کے بعد فوراً طلب کر لیا جائے گا۔ (اسٹار)

غضنفر علیخاں اپنے سفارتی کاغذات
امیر عبداللہ کو پیش کرینگے

بغداد ۵ر اکتوبر۔ پاکستان کے سفیر متعینہ ایران یہاں تشریف لائے ہیں اور اپنے سفارتی کاغذات عنقریب عراق کے والی السلطنت امیر عبداللہ کے سامنے پیش کرینگے (اسٹار)

روس کی آلہ کار حکومتوں کی پیداوار میں کمی

لنڈن ۵ر اکتوبر۔ یہاں اس بات کی علامات موصول ہو رہی ہیں کہ روس کو اپنی آلہ کار حکومتوں کے متعلق پالیسی میں بڑا دھچکا برداشت کرنا پڑا ہے آلہ کار حکومتوں کی اقتصادی حالت کا انحصار اس بات پر ہے کہ پولینڈ اور زیکو سلاویکیا کی پیداوار میں اضافہ ہو تاکہ صنعتی پیداوار برقرار رکھی جا سکے یہی حال بلقانی حکومتوں کا ہے مگر کسی قدر کم درجہ پر۔ لیکن خیال ہے کہ ان ملکوں میں پیداوار میں اضافہ ہونے کے بجائے گذشتہ چند ماہ میں بہت کمی ہو گئی ہے

یہاں کے مبصروں کے بیان کے مطابق اس کا سبب ان منحرف ہونے والے لیڈروں اور منتظمین کی بیخکنی ہے جو فیکٹریوں میں بہت اثر رکھتے ہیں اسی بیخکنی کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے صنعتی خلفشار پیدا ہوتا جا رہا ہے

نئے مقرر شدہ لوگوں کو نہ تو مزدوروں کا اعتماد حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے پیش روؤں کی سی اہلیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے قدرتی طور پر پیداوار کو نقصان پہنچتا ہے معمولی پیمانہ پر بیخکنی غیر یقینی اور مشکوک فضا پیدا کرتی ہے جو پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے میں ممد ثابت نہیں ہوتی۔

اطلاع ہے کہ روسی اس دشواری کو دور کرنے کی سخت کوشش کر رہے ہیں، وہ اب سیاسی جرم کرنے والے لیڈروں کو دفتر سے نکالنے کی بجائے ان کا درجہ گھٹا دیتے ہیں (اسٹار)